جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة البقرة

(۴۹)

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ،
وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ، لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا
وُسْعَهَا ، لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ، وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ
ذٰلِكَ . فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ،
وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. ﴿۲۳۳﴾

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اور (طلاق کے بعد بھی) مائیں اُن لوگوں کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہتے ہوں، اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں گی اور بچے کے باپ کو (اِس صورت میں) دستور کے مطابق اُن کا کھانا کپڑا دینا ہوگا۔ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ نہ کسی ماں کو اُس کے بچے کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ کسی باپ کو اُس کے بچے کے سبب سے ـــــ اور اِسی طرح کی ذمہ داری اُس کے وارث پر بھی ہے ـــــ پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور آپس کے مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اگر تم کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو تو اِس میں بھی کوئی مضایقہ نہیں، بشرطیکہ (بچے کی ماں سے) جو کچھ دینا طے کیا ہے، وہ دستور کے مطابق اُسے دے دو۔ اور اللہ

سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔[۶۱۵] ۲۳۳

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑیں تو وہ بھی اپنے آپ کو چار مہینے دس دن انتظار کرائیں۔[۶۱۶] پھر جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو اپنے حق میں دستور کے مطابق جو کچھ وہ

---

[۶۱۵] طلاق کے بعد بچے کی رضاعت کے جو احکام اس آیت میں بیان ہوئے ہیں، ان کا خلاصہ استاذ امام امین احسن اصلاحی کے الفاظ میں یہ ہے:

''۱۔ مطلقہ پر اپنے بچے کو پورے دو سال دودھ پلانے کی ذمہ داری ہے، اگر طلاق دینے والا شوہر یہ چاہتا ہے کہ عورت یہ رضاعت کی مدت پوری کرے۔

۲۔ اس مدت میں بچے کے باپ پر مطلقہ کے کھانے کپڑے کی ذمہ داری ہے اور اس معاملے میں دستور کا لحاظ ہو گا، یعنی شوہر کی حیثیت، عورت کی ضروریات اور مقام کے حالات پیش نظر رکھ کر فریقین فیصلہ کریں گے کہ عورت کو نان ونفقہ کے طور پر کیا دیا جائے۔

۳۔ فریقین میں سے کسی پر بھی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، نہ بچے کے بہانے سے ماں کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے گی، اور نہ بچے کی آڑ لے کر باپ پر کوئی ناروا دباؤ ڈالا جائے گا۔

۴۔ اگر بچے کا باپ وفات پا چکا ہو تو بعینہٖ یہی پوزیشن مذکورہ ذمہ داریوں اور حقوق کے معاملے میں اس کے وارث کی ہو گی۔

۵۔ اگر باہمی رضامندی اور مشورے سے دو سال کی مدت کے اندر ہی اندر بچے کا دودھ چھڑا دینے کا عورت مرد فیصلہ کر لیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

۶۔ اگر باپ یا بچے کے ورثا بچے کی والدہ کی جگہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانا چاہتے ہیں تو وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں، بشرطیکہ بچے کی والدہ سے دینے دلانے کی جو قرارداد ہوئی ہے، وہ پوری کر دی جائے۔'' (تدبر قرآن ۱/۵۴۵)

[۶۱۶] بیوہ کی عدت میں عام مطلقہ کی نسبت سے یہ اضافہ اس لیے ہوا ہے کہ اس کو تو ایسے طہر میں طلاق دینے کی ہدایت کی گئی ہے جس میں شوہر سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو، لیکن بیوہ کے لیے اس طرح کا ضابطہ بنانا چونکہ ممکن نہیں ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ دن بڑھا دیے جاتے۔ قرآن نے یہی کیا ہے اور مطلقہ کی نسبت سے اس کی مدت ایک ماہ دس دن زیادہ مقرر کر دی ہے۔

مطلقہ اور بیوہ کے لیے عدت کا حکم چونکہ ایک ہی مقصد سے دیا گیا ہے، اس لیے جو مستثنیات طلاق کے حکم میں بیان

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَّ عَشْرًا، فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ، عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ، وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا، وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

کریں، اُس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔[617] اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اور اِس میں بھی کوئی گناہ نہیں جو تم اشارے کنایے میں نکاح کا پیغام اُن عورتوں کو دو یا اُسے دل میں چھپائے رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اُن سے یہ بات تو کرو گے ہی۔ (سو کرو)، لیکن (اِس میں) کوئی وعدہ اُن سے چھپ کر نہ کرنا۔ ہاں، دستور کے مطابق کوئی بات، البتہ کہہ سکتے ہو۔ اور عقد نکاح کا فیصلہ اُس وقت تک نہ کرو، جب تک قانون اپنی مدت پوری نہ کر لے۔ اور جان رکھو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمھارے دلوں

ہوئے ہیں، وہ بیوہ کی عدت میں بھی اسی طرح ملحوظ ہوں گے۔ چنانچہ بیوہ غیر مدخولہ کے لیے کوئی عدت نہیں ہو گی اور حاملہ کی عدت وضع حمل کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بخاری کی روایت (رقم ۵۳۲۰) ہے کہ ایک حاملہ عورت، سبیعہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے یہی فیصلہ فرمایا۔

[۶۱۷] یعنی عدت گزر جائے تو اِس کے بعد وہ آزاد ہے اور اپنے معاملے میں جو قدم مناسب سمجھے اٹھا سکتی ہے۔ معاشرے کے دستور کی پابندی، البتہ اسے کرنی چاہیے۔ یعنی ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جس سے متعلق خاندانوں کی عزت، شہرت، وجاہت اور اچھی روایات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ یہ ملحوظ رہے تو اس پر یا اس کے اولیا پر پھر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ''مطلب یہ ہے کہ غیر شرعی رسوم کو شریعت کا درجہ دے کر خواہ مخواہ ایک دوسرے کو مورد طعن و الزام نہیں بنانا چاہیے۔ نہ شوہر کے وارثوں اور عورت کے اولیا کو یہ طعنہ دینا چاہیے کہ عورت اپنے شوہر کا پورا سوگ بھی نہ منا چکی کہ وہ اس سے تنگ آ گئے اور نہ عورت کو یہ طعنہ دینا چاہیے کہ ابھی شوہر کا کفن بھی میلا نہ ہونے پایا تھا کہ یہ شادی رچانے اٹھ کھڑی ہوئی۔ خدا نے جو حدود مقرر کر دیے ہیں، بس انھی کی پابندی کرنی چاہیے اور اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ بندوں کے ہر عمل سے باخبر ہے۔''
>
> (تدبر قرآن ۱/۵۴۶)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

فَاحْذَرُوْهُ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ. ﴿۲۳۴-۲۳۵﴾

میں ہے، اِس لیے اُس سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے، وہ بڑا بردبار ہے۔[۶۱۸] ۲۳۴-۲۳۵

[۶۱۸] یعنی اگر کوئی شخص بیوہ سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو عدت کے دوران میں وہ یہ تو کر سکتا ہے کہ اپنے دل میں اس کا ارادہ کر لے یا اشارے کنایے میں کوئی بات زبان سے نکال دے، لیکن اس کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے کہ ایک غم زدہ خاندان کے جذبات کا لحاظ کیے بغیر عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے یا کوئی خفیہ عہد و پیمان کرے۔ اس طرح کے موقعوں پر جو بات بھی کی جائے، اسے ہم دردی اور تعزیت کے اظہار تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ چنانچہ تنبیہ فرمائی ہے کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اپنا یہ ارادہ ظاہر کرو گے، مگر اس طرح نہیں کہ نکاح کی پینگیں بڑھانا شروع کر دو، قول و قرار کر و یا چھپ کر کوئی عہد باندھ لو۔ اس کا انداز وہی ہونا چاہیے جو ایسے حالات میں پسندیدہ اور دستور کے موافق سمجھا جاتا ہے۔ عدت گزر جائے تو ان عورتوں سے نکاح کا فیصلہ، البتہ کر سکتے ہو۔ اس کے بعد تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔

اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ زمانۂ عدت میں عورت کا رویہ بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بنا پر عورتوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ اگر اپنے مرحوم شوہر کے گھر میں اس کے لیے عدت گزار رہی ہیں تو سوگ کی کیفیت میں گزاریں اور زیب و زینت کی کوئی چیز استعمال نہ کریں۔ ابوداؤد کی روایت (رقم ۱۹۶۰) ہے کہ آپ نے فرمایا: بیوہ عورت رنگین کپڑے نہیں پہنے گی، نہ زرد، نہ گیرو سے رنگے ہوئے۔ وہ زیورات استعمال نہیں کرے گی اور نہ مہندی اور سرمہ لگائے گی۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org